OPEN ACCESS
Al-SHARQ
ISSN (Print): 2710-2475
ISSN (online): 2710-3692
www.alsharqjr.com

Al-SHARQ
Vol.: 02, Issue: 02, July - Dec 2021, PP: 55 - 70

طیب وخبیث مال اور ان کی شرعی حیثیت

The Concept of Good (Ṭayyib) and Vile (Khabīth) Wealth and their Status in Sharī'ah

Faisal Iqbal
Ph.D Scholar, Department of Islamic & Religious Studies, University of Haripur

Muhammad Noman
Ph.D Scholar, Department of Islamic & Religious Studies, University of Haripur

Abstract

Every reasonable creature determines benefit and harm according to its understanding. Means that one thing is advantageous for me and the other is harmful. The standard which he has set for measuring goodness and harmfulness based on his experience and knowledge but his tendency also plays a great role in it. This is the reason that if subjective opinion is considered one thing will be beneficial for one person and that very thing will be harmful for another. So, when one thinks beyond personal liking and disliking, he is made to practice according to nature. Even if he sees his harm, he is satisfied that it is because of his lack of understanding and there is nothing lacking in the natural principle. The principles of Goodness (Ṭayyib) and Vile (Khabīth) which Islām has enunciated is in fact natural principle. And finally one's temperament is agreed with it. Questions regarding Goodness (Ṭayyib) and Vile (Khabīth) hit the mind that what is the meaning of Goodness (Ṭayyib) and Vile (Khabīth)? Similarly, what is the standard of Goodness (Ṭayyib) and Vile (Khabīth)? Does being ḥarām mean that some thing must be unclean (najas)? This article is an effort to search answers for such questions.

Key Words: *goodness, tayyib, vile, khabith, Islām, Sharī'ah, wealth*

تمہید

ہر ذی شعور اپنی عقل و فہم کے دائرے میں اپنے لیے فائدے اور نقصان کی حدود کا تعین کرتا ہے۔ یعنی یہ چیز میرے لیے فائدے کی ہے اور وہ چیز باعث نقصان ہے ایسے میں جو معیار اُس نے متعین کیا ہے دراصل اُس میں اس کے علم اور تجربے کے ساتھ ساتھ اُس کی طبعیت کے میلان کا بھی بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ذاتی رائے کو پرکھا جائے تو ایک چیز ایک شخص کے لیے فائدہ مند ہے تو یہی چیز دوسرے شخص کے لیے نقصان دہ بھی ہے۔ چنانچہ ذاتی پسند وناپسند سے بالاتر ہو کر جب کوئی

CC BY

سوچے تو اُسے فطرت پر عمل کرنا پڑتا ہے جہاں اگر اُسے بظاہر نقصان بھی ہو تو اُس کا دل مطمئن رہتا ہے کہ یہ میری دانست کا قصور ہے اس فطرتی اُصول میں کوئی کمی نہیں ہے۔ طیب اور خبیث کے جو اُصول اسلام نے پیش کیے ہیں حقیقتاً یہی فطری امر ہے اور بالآخر طبعیت اسی پر مائل ہونے کے بعد راضی رہتی ہے۔ اس آرٹیکل میں طیب اور خبیث کا مصداق اور ان کی شرعی حیثیت کے حوالے سے بحث کی گئی ہے۔

موضوع تحقیق کے بنیادی سوالات:

1. طیب اور خبیث کا مفہوم کیا ہے؟
2. طیب اور خبیث ہونے کا معیار کیا ہے؟
3. کیا کسی چیز کے حرام ہونے سے اس کا ناپاک ہونا لازم آتا ہے؟

طیب کا مفہوم:

طیب کی لغوی تعریف یہ کی گئی ہے کہ:

" الطيب: كل ما تستلذه الحواس أو النفس وكل ما خلا من الأذى والخبث ومن تخلى عن الرذائل وتحلى بالفضائل"[1]

"ر وہ چیز جس سے انسانی حواس کو، یا اس کی روح کو لذت پہنچے، یا ہر وہ چیز جو تکلیف، خبث اور گندگی سے خالی ہو۔"

"طیب" چار معنوں میں استعمال ہوتا ہے، حلال، طاہر، وہ شے جس میں کوئی تکلیف نہ ہو، اور چوتھے نمبر پہ وہ چیز جس سے انسانی نفس کو لذت پہنچے، چنانچہ "**النجم الوهاج في شرح المنهاج**" میں ہے:

"واسم الطيب يقع على أربعة أشياء: ﴿1﴾الحلال، ومنه قوله تعالى: {يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ}[2]. ﴿2﴾والطاهر، ومنه قوله تعالى: {فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا}.[3] ﴿3﴾وما لا أذى فيه كقولهم: هذا يوم طيب وليلة طيبة. ﴿4﴾وما تستطيبه النفس كما يقال: هذا طعام طيب "[4]

"طیب" زیادہ تر حلال کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، جس طرح" خبیث "حرام کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، چنانچہ "مرقاۃ المفاتیح" میں "النهاية" کے حوالے سے ہے:

أكثر ما يرد الطيب بمعنى الحلال، كما أن الخبيث بمعنى الحرام، ويؤيده ما قال تعالى: "قل لا يستوي الخبيث والطيب"[5]،[6].

قرآن مجید کے اندر لفظ "طیب" مفرد بھی استعمال ہوا ہے، اور جمع بھی، چھ مرتبہ مفرد استعمال ہوا ہے، جن میں سے چار جگہوں میں طعام کی صفت واقع ہوا ہے، وہ چار جگہیں یہ ہیں:

"1- يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا "[7]

"2- وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا "[8]

"3- فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا "[9]

"4- فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلَالًا طَيِّبًا "[10]

اور 21 مرتبہ لفظ "طیب" جمع کے صیغے (الطیبات) کے ساتھ استعمال ہوا ہے، جن آیتوں میں طعام کی صفت یا حلال کے معنی میں استعمال ہوا ہے، وہ یہ ہیں:

" يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَات " [11]

" الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ " [12]

" وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ" [13]

" وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ " [14]

" وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ مُبَوَّأَ صِدْقٍ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ" [15]

" وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ" [16]

" وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ" [17]

" يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ " [18]

حلال اور طیب میں فرق:

حلال اور طیب میں کیا فرق ہے؟ اس کے بارے میں اختلاف ہے، چنانچہ علامہ ابوہلال عسکریؒ اپنی کتاب "معجم الفروق اللغویۃ" میں لکھتے ہیں:

"الفرق بين الحلال والطيب : قال بعض أصحابنا: الحلال والطيب وإن كانا متقاربين، بل متساويين في اللغة، إلا أن المستفاد من الاخبار أن بينهما فرقا في عرف الائمة – عليهم السلام –.انتهى. وكان الفرق هو أن الطيب: ما هو طيب في ظاهر الشرع سواء كان طيبا في الواقع أم لا .والحلال: ما هو حلال وطيب في الواقع لم تعرضه النجاسة والخباثة قطعا"[19]

"حلال اور طیب میں فرق: بعض علماء نے کہا ہے کہ: حلال اور طیب متقارب المعنی ہیں، بلکہ لغوی اعتبار سے ایک معنی رکھتے ہیں، لیکن ائمہ کے عبارات سے پتہ چلتا ہے کہ ان دونوں کے درمیان فرق ہے۔۔۔، وہ فرق یہ ہے کہ طیب اس کو کہتے ہیں جس کے ظاہر کو دیکھ کر شریعت نے طیب کا حکم لگایا ہو، اگرچہ حقیقت میں وہ طیب ہو یا نہ ہو، لیکن حلال اس کو کہیں گے جو واقعتاً حلال اور طیب ہو، اس کے اندر خباثت اور نجاست بالکل نہ ہو۔"

بعض حضرات کے نزدیک "طیب" اعلیٰ درجے کے حلال کو کہتے ہیں، چنانچہ "القاموس الفقہی" میں ہے:

"الطيب: الافضل من كل شئ"[20]

"طیب، ہر چیز میں افضل ہوتی ہے۔"

علامہ ابوالبقاء حنفیؒ اپنی کتاب "الکلیات" میں لکھتے ہیں:

"والحلال: ما أفتاك المفتي أنه حلال، والطيب: ما أفتاك قلبك أن ليس فيه جناح"[21]

"یعنی" حلال" وہ ہے جس کو مفتی حلال قرار دے، اور "طیب" وہ ہے جس کے بارے میں دل گواہی دے کہ یہ پاک ہے۔"

اس کے علاوہ طیب کا تعلق امور خارجیہ سے زیادہ امور داخلیہ سے ہے، اور بعض حضرات نے طیب کا اطلاق طہارت اور نظافت پہ کیا ہے۔

مفسرین کے نزدیک طیب کے معنی:

علامہ قرطبیؒ "حلالا طیبا" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"والطيب هنا الحلال، فهو تأكيد لاختلاف اللفظ، وهذا قول مالك في الطيب. وقال الشافعي: الطيب المستلذ، فهوتفسيرتنويع، ولذلك يمنع أكل الحيوان القذر"[22]

" طیب یہاں (حلالا طیبا) میں حلال کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اور وہ تاکید کے لئے استعمال ہوا ہے، لفظ کے اختلاف کے ساتھ۔ اور امام مالک کا طیب کے بارے میں یہی قول ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں: طیب وہ چیز ہے جس سے لذت حاصل ہو، یہ ایک قسم کی تفسیر ہے۔ اسی لئے وہ حیوان جس سے طبیعت گھن کرتی ہو اس کا کھانا ممنوع ہے۔"

علامہ جریر طبری "يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا" [23] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"وأما قوله:"طيبًا" فإنه يعني به طاهرًا غير نَجس ولا محرَّم"[24]

"طیب سے مراد طاہر ہے جو کہ نجس اور حرام نہ ہو۔"

علامہ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"ذكر في مقام الامتنان أنه أباح لهم أن يأكلوا مما في الأرض في حال كونه حلالا من الله طيبا، أي: مستطابا في نفسه غير ضار للأبدان ولا للعقول"[25]

"اللہ تعالی نے بطور احسان و امتنان اس کا ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے انسانوں کے لئے اس بات کو مباح فرمایا کہ زمین کے اندر جو کچھ ہے اس حال میں اسے کھائیں کہ اللہ تعالی کی طرف سے حلال اور طیب ہے، یعنی فی نفسہ مستطاب ہو اور بدن عقل کے لئے مضر نہ ہو۔"

تفاسیر کی رو سے طیب کے معنی:

ان تفاسیر کی رو سے طیب کے تین معنی سامنے آئے:

- مالا يضر الابدان و لا العقول: جو عقل و جسم کے لئے مضر نہ ہو، یہ علامہ ابن کثیر کی رائے ہے۔
- المستلذ: جس سے لذت اٹھائی جائے، جیسا کہ امام شافعی کی رائے ہے۔
- الحلال نفسه: یعنی طیب سے حلال ہی کے معنی مراد ہیں، اور وہ چیز پاک ہو اور نجس اور حرام نہ ہو، یہ امام مالک کی

رائے ہے۔

طیب ہونے کا معیار کیا ہے؟

ماکولات و مشروبات کی وہ قسمیں جن کے بارے میں کتاب و سنت کی کوئی واضح نص موجود نہ ہو، ان کے طیب اور خبیث ہونے بارے میں ائمہ اربعہ کا اختلاف ہے۔ حضرات شوافع اور حنابلہ کے ہاں استخباث اہل عرب خاص طور پر اہل حجاز کا معتبر ہے، اور حنفیہؒ میں سے علامہ شامی کی رائے بھی یہی ہے، عام حنفیہؒ اور مالکیہ کی رائے یہ ہے اس کے لئے اہل عرب سے ہونا ضروری نہیں، عام سلیم الطبع دیندار لوگ بھی ہو سکتے ہیں، البتہ نفوس کے ساتھ نصوص کا بھی اعتبار ہوگا۔

استطابت اور استخباث کے بارے میں شوافع کا مسلک

علمائے شافعیہ کا مسلک یہ ہے کہ "استطابت" اور "استخباث" کا معیار صرف عرب ہیں، اس معنی میں کہ جس چیز کو اہل عرب طیب سمجھیں وہ طیب ہے اور وہ حلال بھی ہے۔ اسی طرح جس چیز کو اہل عرب خبیث سمجھیں وہ خبیث ہے اور حرام بھی ہے، چنانچہ علامہ عماد الدین لکیاالہراسیؒ "اِحکام القرآن" میں آیت "يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ"[26] لکھتے ہیں:

"قال الشافعي:أبان الله تعالى أنه أحل الطيبات، والطباع فيما يستطاب من الأشياء واستخباثها مختلفة، فوجب اعتبار حال فريق من الفرق الذين بعث الرسول إليهم، فإنه صلى الله عليه وسلم بعث إلى أمم مختلفة لهمم والأخلاق والطباع، ولا يمكن اعتبار استطابة الأمم على اختلافها، فجعلت العرب الذين هم قوم رسول الله صلّى الله عليه وسلم أصلا، وجعل من عداهم تبعا لهم، فكل ما تستطيبه العرب هو حلال، كالثعلب والضب، وما لا فلا.فبين الشافعي علة حل لحم الضب، فإن الضب مستطاب عند العرب وإن كان لا تشتهيه نفوس العجم"[27]

"امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے مذکورہ آیت میں یہ بات واضح فرمائی ہے کہ اس نے پاک چیزیں حلال کردی ہیں، اور طبیعتیں چیزوں کے استطابت اور استخباث کے معاملے میں مختلف ہیں، لہٰذا جن لوگوں کی طرف رسول کو مبعوث کیا گیا ان کی حالت کا اعتبار ہوگا۔ حضور ﷺ مختلف ہمت، اخلاق اور طبیعت رکھنے والے لوگوں کی طرف مبعوث کئے گئے، اور یہ ممکن نہیں ہے کہ اس اختلاف کے ساتھ مختلف لوگوں کی استطابت کا اعتبار کیا جائے، چنانچہ (استطابت اور استخباث کے سلسلے میں) اہل عرب جو کہ حضور ﷺ کی قوم ہے، کو اصل بنایا گیا ہے، اور ان کے علاوہ دیگر قوموں کو ان کا تابع بنایا گیا ہے، لہٰذا ہر وہ چیز جس کو اہل عرب طیب سمجھتے ہیں، وہ حلال ہے، جیسا کہ لومڑی اور گوہ، اور جس چیز کو طیب نہیں سمجھتے وہ حلال نہیں۔ امام شافعیؒ نے گوہ کے گوشت کے حلال ہونے پر علت بیان فرمائی کہ گوہ اہل عرب کے ہاں پسندیدہ ہے، اگرچہ عجمی لوگوں کی طبیعتیں اس کو پسند نہیں کرتیں۔"

علامہ نووی رحمہ اللہ "المجموع" میں مذکورہ آیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"قال أصحابنا وغيرهم وليس المراد بالطيب هنا الحلال لأنه لو كان المراد الحلال لكان تقديره أحل لكم الحلال وليس فيه بيان وإنما المراد بالطيبات ما يستطيبه العرب وبالخبائث ما تستخبثه قال أصحابنا ولا يرجع في ذلك إلى طبقات الناس وينزل كل قوم على ما يستطيبونه أو يستخبثونه لأنه يؤدي إلى اختلاف الأحكام في الحلال والحرام واضطرابها وذلك يخالف قواعد الشرع قالوا فيجب اعتبار العرب فهم أولى الأمم بأن يؤخذ باستطيابهم واستخباثهم لأنهم المخاطبون أولا"[28]

"ہمارے علماء کہتے ہیں کہ مذکورہ آیت میں طیب سے مراد حلال نہیں ہے، اگر ہم (طیبات) سے مراد حلال لیں، آیت کا مطلب ہوگا "احل لکم الحلال" تو اس سے کوئی مطلب نہیں نکلے گا۔ یہاں" طیبات "سے مراد "مایستطیبہ العرب" ہے، اور خبائث سے مراد ماتستخبثہ ہے۔ اور ہمارے علماء نے کہا ہے کہ اس سلسلے میں لوگوں کے مختلف طبقات کی طرف رجوع نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ ہر قوم کا کچھ چیزوں کو پسند اور کچھ چیزوں کو ناپسند کرتے ہیں، جس کی وجہ سے کی حلال و حرام کے احکام میں اختلاف اور اضطراب پیدا ہوگا، اور یہ شرعی قواعد کے خلاف ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں اہل عرب کا اعتبار کیا جانا ضروری ہے، اور اسکے لئے وہ دوسری امتوں کے مقابلے میں زیادہ اولی ہیں کہ ان کے پسند اور ناپسند کو لیا جائے، اس لئے کہ وہ شریعت کے پہلے مخاطب ہیں۔"

خلاصہ یہ کہ شوافع کے نزدیک طیب اور خبیث کا معیار اہل عرب ہیں، اور اس سلسلے میں ان کے عرف کا اعتبار ہے۔

استطابت اور استخباث کے بارے میں مالکیہ کا مذہب

مالکیہ کا مذہب استطابت اور استخباث کے بارے میں یہ ہے نفوس کی طبیعتوں کے ساتھ ساتھ نصوص کو بھی اعتبار ہے۔ قرآن وسنت میں جن چیزوں کو حلال قرار دے وہ حلال ہیں، اگرچہ طبیعتیں ان کو ناپسند کرتی ہوں۔ امام مالکؒ نے حضرات شوافع کے برخلاف "طیبات" کی تفسیر محللات سے کی ہے، اور طیب کی تفسیر حلال سے کی ہے، چنانچہ علامہ زروق الفاسی "متن الرسالۃ" کی شرح میں لکھتے ہیں:

"وتفسير الطيب بالحلال هو قول مالك وجماعة من العلماء ، في قوله تعالى: {ويحل لهم الطيبات}[29] ولعلها المستلذات وكل صحيح لأن المستلذ لا يكون طيبا إلا مزوجا حلالا وإذا كان من وجه حرام فهو خبيث"[30]

"طیب کی تفسیر حلال سے کی گئی ہے۔ یہ قول امام مالک اور علماء کی ایک جماعت کا ہے، اور اللہ تعالی کے ارشاد "**ويحل لهم الطيبات**" میں طیبات سے غالبا مستلذات مراد ہیں۔ اور دونوں معنی درست ہیں، اس لئے کہ لذیذ چیز اس وقت تک طیب نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس میں حلال شامل نہ ہو، اگر وہ من وجہ حرام ہے تو خبیث میں شامل ہوگا۔"

علامہ ابن رشدؒ نے لکھتے ہیں:

"وأما المحرمات لعينها المختلف فيها فأربعة: --------والرابع: لحم الحيوانات التي تعافها النفوس وتستخبثها بالطبع"[31]

"محرمات لعینہا جن کی حرمت میں اختلاف ہے وہ چار ہیں:-------۔ اور چوتھی قسم یہ ہے جانوروں کے وہ گوشت جن سے نفوس اور طبیعتیں گھن کرتی ہیں۔"

اور اس چوتھی قسم کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"وأما الجنس الرابع، وهو الذي تستخبثه النفوس كالحشرات والضفادع والسرطانات والسلحفاة وما في معناها – فإن الشافعي حرمها، وأباحها الغير، ومنهم من كرهها فقط. وسبب اختلافهم اختلافهم في مفهوم ما ينطلق عليه اسم الخبائث في قوله تعالى: {ويحرم عليهم الخبائث}؛ فمن رأى أنها المحرمات بنص الشرع لم يحرم من ذلك ما تستخبثه النفوس مما لم يرد فيه نص، ومن رأى أن الخبائث هي ما تستخبثه النفوس قال: هي محرمة"[32]

"اور رہی چوتھی قسم جس کو طبیعتیں خبیث سمجھیں، جیسا کہ حشرات الارض، مینڈک، کیکڑے، کچھوے، اور اس طرح کی دوسری چیزیں۔ تو امام شافعیؒ نے ان چیزوں کو حرام کہا ہے، ان کے علاوہ بعض دوسروں نے مباح کہا ہے، اور بعض نے صرف مکروہ کہا ہے۔ اس اختلاف کی وجہ اللہ تعالی کے قول {ویحرم علیهم الخبائث} میں خبائث سے کیا مراد ہے؟۔ لہٰذا جن حضرات نے نص شرعی کے ذریعے ثابت شدہ محرمات کو اس کا مصداق سمجھا تو انہوں نے ان چیزوں کو حرام نہیں کہا جن کو طبیعت تو خبیث سمجھے لیکن ان کے بارے میں کوئی نص وارد نہ ہوئی ہو۔ جن حضرات نے یہ دیکھا کہ خبائث سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کو انسانی طبیعتیں خبیث سمجھیں، تو ان کو حرام کہا۔"

علامہ قرطبیؒ "ويحل لهم الطيبات" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"قوله تعالى: (ويحل لهم الطيبات) مذهب مالك أن الطيبات هي المحللات، فكأنه وصفها بالطيب، إذ هي لفظة تتضمن مدحا وتشريفا. وبحسب هذا نقول في الخبائث: إنها المحرمات، ولذلك قال ابن عباس: الخبائث هي لحم الخنزير والربا وغيره.[33]

"امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ "طیبات" سے مراد حلال چیزیں ہیں، تو گویا کہ حلال کو طیب اس وجہ سے کہا گیا کہ طیب ایک ایسا لفظ ہے جس میں مدح و تشریف کے معنی پائے جاتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم خبائث کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس سے مراد محرمات ہیں، اسی لئے ابن عباسؓ فرماتے ہیں: خبائث، خنزیر کا گوشت اور سود وغیرہ ہیں۔"

مذکورہ بالا عبارات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام مالکؒ کے نزدیک استخباث اور استطابت میں نفوس کا اعتبار نصوص کے ساتھ ہے۔ اور "طیبات" سے مراد محللات اور "خبائث" سے مراد محرمات ہیں، جن کے اوپر نص آئی ہوئی ہے۔

استطابت اور استخباث کے بارے میں حنابلہ کا مذہب

حنابلہ کا مسلک بھی استطابت اور استخباث میں شوافع کی طرح ہے، ان حضرات کے نزدیک بھی اہل عرب کا قول معتبر ہوگا، چنانچہ علامہ ابن مفلحؒ "المبدع" میں لکھتے ہیں:

"والذين تعتبر استطابتهم واستخباثهم، هم أهل الحجاز من أهل الأمصار، لأنهم هم الذين نزل عليهم الكتاب، وخوطبوا به وبالسنة، فرجع مطلق ألفاظها إلى عرفهم"[34]

"جن لوگوں کے استطابت اور استخباث کا اعتبار کیا جاتا ہے، وہ اہل حجاز ہیں شہروں میں رہنے والے، اس لئے کہ یہی وہ لوگ ہیں جن پر کتاب نازل کی گئی، اور ان کو اس قرآن اور سنت میں مخاطب کیا گیا، لہٰذا مطلق الفاظ میں ان کے عرف کی طرف رجوع کیا جائے گا۔"

علامہ ابوالقاسم خرقیؒ لکھتے ہیں:

"والمحرم من الحيوان ما نص الله عز وجل عليه في كتابه وما كانت العرب تسميه طيبا فهو حلال وما كانت تسميه خبيثا فهو محرم لقوله تعالى:وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ"[35]

"حیوان میں سے حرام وہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں نص وارد کی ہے،، اور جس کو عرب طیب کہتے تھے وہ حلال ہے، اور جس کو وہ خبیث کہتے تھے وہ حرام ہے، اللہ تعالی کے اس قول "وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ" کی وجہ سے۔"

استطابت اور استخباث کے بارے میں احناف کا مذہب

احناف میں سے علامہ ابوبکر جصاصؒ آیت "يسألونك ماذا أحل لهم قل أحل لكم الطيبات"[36] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اسم الطيبات يتناول معنيين: أحدهما: الطيب المستلذ والآخر: الحلال وذلك لأن ضد الطيب هو الخبيث والخبيث حرام فإذا الطيب حلال؛ والأصل فيه الاستلذاذ فشبه الحلال به في انتفاء المضرة منهما جميعا; وقال تعالى: "يا أيها الرسل كلوا من الطيبات" يعني الحلال وقال:"ويحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث" فجعل الطيبات في مقابلة الخبائث والخبائث هي المحرمات؛ وقال تعالى: "فانكحوا ما طاب لكم من النساء" وهو يحتمل: ما حل لكم ويحتمل: ما استطبتموه"[37]

"طیبات کے دو معنی ہیں: ایک معنی تو یہ ہے کہ: طیب وہ چیز ہے جس سے لذت حاصل ہو اور دوسرا معنی یہ ہے کہ: طیب سے مراد حلال ہے، اور وہ اس لیے کہ طیب کی ضد خبیث ہے اور خبیث بمعنی حرام ہے۔ پس طیب بمعنی حلال ہے۔ اور اس میں اصل طلب لذت ہے، پس حلال نقصان کے منتفی (دور کرنے) ہونے میں طیب کے مشابہ

ہے،اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے پیغمبرو پاکیزہ چیزیں کھاؤ" یعنی "حلال کھاؤ"۔اور فرمایا: "اور پاک چیزوں کو ان کے لیے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام ٹھہراتے ہیں" پس "طیبات" کو "خبائث" کے مقابلہ میں رکھا اور خبائث وہ محرمات ہی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "پس جو عورتیں تم کو پسند ہوں ان سے نکاح کرو"،اور "ما طاب" یہ دو احتمال رکھتا ہے ایک یہ کہ: جو تمہارے لیے حلال ہے اور دوسرا یہ کہ: جو تم کو اچھی لگتیں ہیں۔"

امام جصاصؒ کے مذکورہ بالا قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک استطابت کا معیار فطرت سلیمہ ہے۔ اس لئے کہ طیب کے مختلف معنوں میں سے ان کے نزدیک ایک معنی "المستلذ" بھی ہے، یعنی جس سے لذت اٹھائی جائے، اور اس کا ادراک وہی شخص کرسکتا ہے جو طبع سلیم کا مالک ہو۔

علامہ حصکفیؒ نے "درمختار" کے اندر "خبیث" کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"والخبيث ما تستخبثه الطباع السليمة"۔[38]

"خبیث: وہ چیز ہے جس کو طبائع سلیمہ خبیث سمجھیں۔"

اس سے معلوم ہوا کہ علامہ حصکفیؒ کے نزدیک "طیب اور خبیث" ہونے کا معیار انسانوں کی سلیم طبیعتیں ہیں۔

احناف میں سے علامہ بن عابدین شامیؒ کی رائے شوافع اور حنابلہ کے مطابق ہے، چنانچہ وہ "ردالمحتار" میں "معراج الدرایۃ" سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"أجمع العلماء على أن المستخبثات حرام بالنص وهو قوله تعالى – "ويحرم عليهم الخبائث" وما استطابه العرب حلال "ويحل لهم الطيبات" وما استخبثه العرب فهو حرام بالنص، والذين يعتبر استطابتهم أهل الحجاز من أهل الأمصار، لأن الكتاب نزل عليهم وخوطبوا به"[39]

"علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ خبیث چیزیں نصاً حرام ہیں، اور وہ (نص) اللہ تعالیٰ کا قول: "ويحرم عليهم الخبائث" ہے۔ اور جس چیز کو اہل عرب طیب سمجھیں وہ حلال ہے، اللہ تعالیٰ کے قول: "ويحل لهم الطيبات" کی وجہ سے، اور جس چیز کو وہ خبیث سمجھیں وہ بالنص حرام ہے۔ وہ لوگ جن کے استطابت کو معیار قرار دیا جائے وہ اہل حجاز ہیں شہروں میں رہنے والے، اس لئے کہ کتاب اللہ ان پر نازل ہوئی ہے، اور وہ اس کے اولین مخاطب ہیں۔"

استطابت اور استخباث میں صرف اہل عرب کا اعتبار نہیں، دلائل کا بیان

"اعلاء السنن" میں علامہ ظفر احمد عثمانی صاحبؒ علامہ شامی کی اس بات پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ بات کہنا کہ اشیاء کی حرمت اور حلت میں اہل عرب کے استطابت اور استخباث پر علماء کا اجماع ہے درست نہیں، ہاں، اتنی بات ہے کہ علماء کا اس بات پر اجمالی طور پر اتفاق ہے کہ خبیث چیزیں حرام ہیں اور طیب چیزیں حلال ہیں، اللہ تعالیٰ کے ارشاد: "ويحل لهم

الطيبات ويحرم عليهم الخبائث" کی بناپر۔ حلت وحرمت میں سب سے پہلے کتاب وسنت کو دیکھا جائے گا، اور پھر دوسرے نمبر پر طبائع سلیمہ کا اعتبار ہوگا جب تک وہ سنت کے معارض نہ آئے، واللہ تعالی اعلم۔[40]

اس کے علاوہ حضرات شوافع اور حنابلہ کا یہ کہنا کہ عرب جن چیزوں کو مستقذر سمجھیں وہ خبائث میں شامل ہیں، اور جن چیزوں کو پسند کریں وہ طیبات میں شامل ہیں، تو یہ بات کئی وجوہ سے درست نہیں، پہلی وجہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے:

" نہی رسول اللہ ﷺ عن كل ذي ناب من السباع، وعن كل ذي مخلب من الطير "[41]

"رسول اللہ ﷺ نے ہر ذی ناب درندے اور پنجوں سے شکار کرنے والے پرندوں کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔"

اس فرمان سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس طرح کے سارے درندے حرام ہیں، نبی کریم ﷺ نے اس میں عربوں کا اعتبار نہیں فرمایا۔ بلکہ ایک اصول ذکر فرمایا کہ کسی چیز کا ذوناب اور ذو مخلب ہونا اس کے حرمت کی علامت ہے۔ لہٰذا اس اصول پر غیر ثابت شدہ بات سے اعتراض وارد نہ ہوگا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ حرمت کا خطاب عجمیوں کو چھوڑ کر صرف عربوں کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ تمام لوگ اس خطاب میں داخل ہیں، لہٰذا دوسروں کو چھوڑ کر صرف عربوں کے استخباث اور استطابت کا اعتبار کرنا دلیل سے خارج ہے۔

ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ اس میں کن عربوں کا اعتبار کیا جائے؟ بعض کا اعتبار کیا جائے یا کل کا؟ اگر کل کا اعتبار کیا جائے تو عرب دیہات کے لوگ سانپ، بچھو، بھیڑیا اور چوہوں سے گھن نہیں کرتے بلکہ ان کو طیب سمجھتے ہیں۔ اگر بعض عربوں کا اعتبار کیا جائے تو شریعت کا خطاب سب کو ہے، تو بعض کا اعتبار کیوں کیا جائے؟ اور یہ سوال بھی ہے کہ بعض عربوں کا استقذار دوسرے بعض دوسرے عرب کے استطابت سے اولی کیونکر ہوگا؟۔

خلاصہ یہ کہ احناف کے نزدیک استطابت اور استخباث میں تمام قومیں شامل ہیں، البتہ طبائع سلیمہ کا اس میں قول معتبر ہوگا، یہی رائے امام جصاص، علامہ حصکفی اور علامہ ظفر احمد عثمانی کی ہے اور یہی راجح بھی ہے۔ یہ بات اس لحاظ سے بھی درست ہے کہ جب طیب کے معنی پر نظر ڈالی جائے تو علماء تفسیر نے اس کے تین معنی ذکر کیے ہیں:

1. مالا يضر الابدان و لا العقول: جو عقل وجسم کے لئے مضر نہ ہو، یہ علامہ ابن کثیر کی رائے ہے۔
2. المستلذ: جس سے لذت اٹھائی جائے، جیسا کہ امام شافعی کی رائے ہے۔
3. الحلال نفسه: یعنی طیب سے حلال ہی کے معنی مراد ہیں، اور وہ چیز پاک ہو اور نجس اور حرام نہ ہو، یہ امام مالک کی رائے ہے۔

ان معانی پر کو دیکھا جائے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ قابل لذت اور بے لذت ہونے کو طبائع سلیمہ سمجھتی ہیں، پاک اور ناپاک ہونے کا فیصلہ علماء کرتے ہیں، اور مضر اور غیر مضر ہونے کے بارے میں علم صحت اور غذائی امور کے ماہرین بتاسکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ کسی چیز کے طیب یا خبیث ہونے میں مختلف لوگوں کی رائے کی ضرورت ہے، اور اس طرح کے لوگ ہر قوم میں پائے جاتے ہیں۔

استخباث واستقذار

تعریف:

استخباث، خبث سے نکلاہے، اور خبث کی تعریف "الکلیات" میں یہ کی گئی ہے:

"الخبث: هو ما يكره رداءة وخسة، محسوسا كان أو معقولا، وذلك يتناول الباطل في الاعتقاد، والكذب في المقال، والقبح في الفعال"[42]

"خبث: وہ چیز جس سے اس کی گھٹیا پن اور رزالت کی وجہ سے کراہت کی جائے، چاہے وہ رزالت اور دنائت حسی ہو یا عقلی ہو۔ اور یہ خبث، عقائد میں باطل کو اور گفتگو میں جھوٹ کو اور افعال میں قبح کو شامل ہوتا ہے۔"

خبث کے بارے میں "لسان العرب" میں ہے:

"أصل الخبث في كلام العرب: المكروه؛ فإن كان من الكلام، فهو الشتم، وإن كان من الملل، فهو الكفر، وإن كان من الطعام، فهو الحرام، وإن كان من الشراب، فهو الضار"[43]

"خبث، کلام عرب میں اصلا "مکروہ" کے لئے استعمال ہوتا ہے، چنانچہ اگر خبث، کلام کے بارے میں ہو تو "گالی" کے معنی میں ہوتا ہے، اگر مذاہب سے متعلق ہو تو "کفر" کے معنی میں، اگر خبث کا تعلق کھانے سے ہو "حرام" کے معنی میں، اور اگر مشروبات سے متعلق ہو تو "نقصان دہ" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔"

خبث میں سلامتی طبع کا اعتبار

کسی چیز کے خبیث ہونے کے لئے اس کا طبعی طور پر ناپسندیدہ ہونا کافی ہے۔ مگر اس میں کسی کی شخصی طبیعت کا اعتبار نہیں، بلکہ سلیم الطبع لوگوں کی طبیعت کا اعتبار ہے۔ چنانچہ "الدراری" میں ہے:

"فما استخبثه الناس من الحيوانات لا لعلة ولا لعدم اعتياد بل لمجرد الاستخباث فهو حرام وإن استخبثه البعض دون البعض كان الاعتبار بالأكثر كحشرات الأرض وكثير من الحيوانات التي ترك الناس أكلها ولم ينهض على تحريمها دليل يخصها فإن تركها لا يكون في الغالب إلا لكونها مستخبثة فتندرج تحت قوله: {وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ}"[44]،[45]

"پس جن حیوانات سے لوگ کراہت کریں بغیر کسی علت کے اور عادت نہ ہونے کی وجہ سے، بلکہ صرف اس کے خبث کی وجہ سے کراہت کریں تو وہ جانور حرام ہے۔ اور اگر بعض لوگ کراہت کریں اور بعض نہ کریں تو اعتبار اکثر کا ہوگا۔ جیسے کہ حشرات الارض، اور بہت سارے جانور جن کو لوگوں نے کھانا چھوڑ دیا ہے، اور ان کی حرمت پر کوئی ایسی دلیل نہیں جو ان کے ساتھ خاص ہو۔ چنانچہ لوگوں کا ان کو ترک کرنے کی وجہ ان جانوروں کے خبث (اور لوگوں کی کراہت) ہے۔ لہٰذا ان جانوروں کی حرمت اللہ تعالیٰ کے ارشاد {وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ} کے تحت داخل ہے۔"

سلیم الطبع کون ہیں؟ احناف اور مالکیہ کا مسلک

سلیم الطبع لوگوں سے مراد وہ تمام مسلمان دیندار لوگ ہیں جن کو حلال و حرام کے شرعی احکام کی فکر ہو اور وہ اس حوالے

سے شریعت کے عمومی مزاج سے باخبر ہوں۔ یہ مسلک عام حنفیہؒ اور مالکیہ کا ہے۔ ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ ساری دنیا کے لوگوں کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ"[46]

"اور (اے پیغمبر!) ہم نے تمہیں سارے ہی انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے جو خوشخبری بھی سنائے اور خبردار بھی کرے، لیکن اکثر لوگ سمجھ نہیں رہے ہیں۔"

جب ہم طیب اور خبث کے معنی میں غور کرتے ہیں تو طیب اور خبث ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ طیب کے معنی قابل لذت ہونا، پاک ہونا، اور بدن وعقل کے لئے غیر مضر ہونا اور مضرت کے معنی طبعا مستقذر، بے لذت ہونا اور مضر ہونے کے کئے جاتے ہیں۔ ان معانی پر کو دیکھا جائے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ قابل لذت اور بے لذت ہونے کو طبائع سلیمہ سمجھتی ہیں، پاک اور ناپاک ہونے کا فیصلہ علماء کرتے ہیں، اور مضر اور غیر مضر ہونے کے بارے میں علم صحت اور غذائی امور کے ماہرین بتا سکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ کسی چیز کے طیب یا خبیث ہونے میں مختلف لوگوں کی رائے کی ضرورت ہے، اور اس طرح کے لوگ ہر قوم میں پائے جاتے ہیں۔

سلیم الطبع کون؟ شوافع اور حنابلہ کا مذہب

حضرات شوافع اور حنابلہ کے ہاں اہل عرب خاص طور پر اہل حجاز سے بھی ہونا ضروری ہے، حنفیہؒ میں سے علامہ شامی کی رائے یہی ہے۔ چنانچہ علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:

"أجمع العلماء على أن المستخبثات حرام بالنص وهو قوله تعالى - {ويحرم عليهم الخبائث} وما استطابه العرب حلال - {ويحل لهم الطيبات} - وما استخبثه العرب فهو حرام بالنص، والذين يعتبر استطابتهم أهل الحجاز من أهل الأمصار، لأن الكتاب نزل عليهم وخوطبوا به"[47]

"علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مستخبثات (جن سے طبیعت گھن کرے) حرام ہیں، اور ان کی حرمت پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد {ويحرم عليهم الخبائث} بطور نص کے ہے۔ پس جن چیزوں کو اہل عرب پسندیدہ قرار دیں وہ حلال ہیں {ويحل لهم الطيبات} کی وجہ سے۔ اور جن چیزوں سے اہل عرب نفرت کریں وہ بالنص حرام ہیں۔ جن لوگوں کی پسندیدگی اعتبار کیا گیا وہ اہل حجاز ہیں، اس لئے کہ کتاب ان پر اتاری گئی اور ان کو مخاطب کیا گیا۔"

علامہ نوویؒ "المجموع" میں لکھتے ہیں:

"(وما سوى ذلك من الدواب والطيور ينظر فيه فان كان مما يستطيبه العرب حل أكله وان كان مما لا يستطيبه العرب لم يحل أكله لقوله عز وجل (ويحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث)ويرجع في ذاك إلى العرب من أهل الريف والقرى وذوى اليسار والغني دون الاجلاف من أهل الباديةوالفقراء وأهل الضرورة"[48]

"اور (سیاق میں مذکور) جانوروں اور پرندوں کے علاوہ دوسروں جانوروں اور پرندوں میں غور کیا جائے گا، چنانچہ اگر اہل عرب ان کو طیب قرار دیتے ہیں تو اس کا کھانا حلال ہوگا، اور اگر وہ اس کو طیب قرار نہیں دیتے تو اس کا کھانا جائز نہیں ہوگا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (ویحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث). اس مسئلے میں ان اہل عرب کا قول معتبر ہوگا جو شہروں میں رہتے ہیں، اور مال دار اور اہل ثروت ہیں، نہ کہ وہ اہل عرب جو دیہات گاؤں میں رہتے ہیں، اور فقیر اور محتاج ہیں۔"

نتائج البحث:

1. ماکولات و مشروبات اور دیگر چیزیں جن کے بارے میں قرآن و سنت کا حکم واضح نہ ہو تو ان کے حلال ہونے میں کا معیار "طیب" ہے، لہٰذا اگر کوئی چیز طیب ہے، تو وہ حلال ہے، اور طیب کے کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز پاک ہو، قابل استلذاذ ہو، اور بدن و عقل کے لئے مضر نہ ہو، طبائع سلیمہ اس سے گھن نہ کریں۔ لہٰذا غذاؤں، دواؤں اور کاسمیٹکس و غیرہ کے سامان میں سے جو اس طرح ہیں وہ حلال ہیں۔
2. ماکولات و مشروبات اور داخلی استعمال کی چیزوں میں حرمت کا معیار ان چیزون کا خبیث ہونا ہے۔ اور خبیث وہ ہے جس سے طبیعت سلیمہ گھن کرے۔ لہٰذا غذاؤں اور دواؤں میں جو اس طرح ہیں وہ حرام ہیں۔
3. استطابت اور استخباث کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض حضرات کے نزدیک اس کا معیار عرب اور بعض علماء کے نزدیک اس کا معیار مجموعی طور پر سب لوگ مراد ہیں۔
4. راجح قول یہ ہے کہ استطابت اور استخباث کا معیار عام سلیم الفطرت لوگوں کا عرف و عادت اور فوڈ ماہرین اور ڈاکٹر حضرات کی رائے ہے۔
5. کسی چیز کے حرام ہونے سے اس کا ناپاک ہونا لازم نہیں آتا، مثلاً سمندری مخلوقات "خبث" کی وجہ سے حرام تو ہیں، لیکن نجس نہیں؛ لہٰذا اس طرح کی چیزیں خارجی استعمال کی ادویات اور کاسمیٹکس میں استعمال کی جا سکتی ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] در: سعدی ابو حبیب، القاموس الفقھی لغۃ واصطلاحا، دار الفکر. دمشق، ۱۹۸۸ء، ۱: ۲۳۶

Dr. Sa'dī, Abu Ḥabīb, Al Qāmūs al Fiqhī Lughatan wa Iṣṭilāḥan, (Dimishq: Dār al Fikr, 1998), 1:236.

[2] سورۃ المؤمنون، ۵۱

Sūrah Al Mu'minūn, 51

[3] سورۃ المائدۃ، ٦

Sūrah Al Mā'idah, 6

[4] الدمیری، محمد بن موسی، النجم الوہاج فی شرح المنہاج، دار المنہاج (جدہ)، ۱۴۲۵ھ، ۹: ۵۳۹

Al Damīrī, Muḥmmad bin Mūsā, *Al Najm al Wahāj Fī Sharḥ al Minhāj*, (Jadah: Dār al Minhāj, 1425), 9:539.

5 سورۃ المائدۃ، ۱۰۰

Sūrah Al Mā'idah: 100.

6 ملا قاری، علی بن سلطان محمد، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، دار الفکر، بیروت، ۱۴۲۲ھ، ۷: ۲۷۷۶

Mullā Qārī, Alī bin Sultān Muḥammad, *Mirqāt al Mafātīḥ* , (Beirūt: Dār al fikr), 7: 2776.

7 سورۃ البقرۃ، ۱۶۸

Sūrah Al Baqarh, 168

8 سورۃ المائدۃ، ۸۸

Sūrah Al Mā'idah, 88

9 سورۃ الانفال، ۶۹

Sūrah Al Anfāl, 69

10 سورۃ النحل، ۱۱۴

Sūrah Al Naḥl, 114

11 سورۃ المائدۃ، ۴

Sūrah Al Mā'idah, 4

12 سورۃ المائدۃ، ۵

Sūrah Al Mā'idah, 5

13 سورۃ الاعراف، ۱۵۷

Sūrah Al A'rāf, 157

14 سورۃ الانفال، ۲۶

Sūrah Al Anfāl, 26

15 سورۃ یونس، ۹۳

Sūrah Yūnus, 93

16 سورۃ النحل، ۷۲

Sūrah Al Naḥl, 72.

17 سورۃ الاسراء، ۷۰

Sūrah Al Isrā, 70

18 سورۃ المؤمنون، ۵۱

Sūrah Al Mu'minūn, 51

19 معجم الفروق اللغویہ، ص: ۱۹۵، ۱۹۶

Mu'jam al Furūq al Lughawiyah, p: 195,196

20 القاموس الفقہی، ص: ۲۳۶

Al Qāmus al Fiqhī, p: 236.

21 ایوب بن موسیٰ، الکلیات معجم فی المصطلحات والفروق اللغویہ، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، ص: ۴۰۰

Ayyūb bin Mūsā, *Al Kuliyyāt Mu'jam Fī al Muṣṭalaḥāt wal Furūq al Lughwiyah,* (Beirūt: Mo'assasah al Risālah), p: 400.

22 القرطبیؒ، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، دار الکتب المصریہ، قاہرہ، ۱۹۶۴ء، ۲: ۲۰۷، ۲۰۸

Al Qurtabī, Muḥmmad bin Aḥmad, *Al Jāmi' 'Alī Aḥkām al Qurān*, (Caira: Dār al Kutub al Miṣiyyah, 1964), 2: 207,208.

[23] سورۃالبقرۃ، ۱۶۸

Sūrah Al Baqarh, 168

[24] الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تأویل القرآن، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۲۰ھ، ۳: ۳۰۱

Al Ṭibarī, Muḥmmad bin Jarīr, *Jāmi' al Bayān Fī Tuawīl al Qurān*, (Mo'assasah al Risālah, 1420), 3 : 301.

[25] ابو الفداء، اسماعیل بن عمر بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، دار طیبہ للنشر والتوزیع، ۱۹۹۹ء، ۱: ۴۷۸

Abū al Fidā, Ismā'īl bin 'Umar bin Kathīr, *Tafsīr aL Qurān Al 'Aẓīm*, (Dār Ṭībah lil Nashr wal Tawzī', 1999), 1: 478.

[26] سورۃالمائدۃ، ۴

Sūrah Al Mā'idah, 4

[27] الہراسی، علی بن محمد بن علی، احکام القرآن، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۳: ۲۳

Al Hirāsī, Alī bin Muḥammad bin Alī, *Aḥkām al Qur'ān*, (Beirūt: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah), 3: 23.

[28] النووی، ابو زکریا یحییٰ بن شرف، المجموع شرح المہذب (مع تکملۃ السبکی والمطیع)، دار الفکر، ۹: ۲۶

Al Nawawī, Abū Zakariyyā Yaḥyā bin Sharaf, *Al Majmū' Sharḥ al Muhdhdhab*, (Dār al Fikr), 9: 26.

[29] سورۃالاعراف، ۱۵۷

Sūrah Al A'rāf, 157

[30] زروق الفاسی، شہاب الدین ابو العباس احمد بن احمد، شرح زروق علی متن الرسالہ لابن ابی زید القیروانی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۷ھ، ۲: ۱۰۰۰

Zarūq al Fāsī, Aḥmad bin Aḥmad, *Sharḥ Zarūq 'alā Matn al Risālah 'Alī Ibn Abī Zayd al Qirwānī*, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1427), 2: 1000.

[31] ابن رشد الحفید، محمد بن احمد، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، دار الحدیث، قاہرہ، ۱۴۲۵ھ، ۳ : ۲۰

Ibn Rushd al Ḥafīd, Muḥammad bin Aḥmad, *Bidāyah al Mujtahid wa Nihāyah al Muqtaṣid*, (Caira: Dār al Ḥadith, 1425), 3: 20.

[32] بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، ۳: ۲۰

Bidāyah al Mujtahid wa Nihāyah al Muqtaṣid, 3: 20.

[33] تفسیر القرطبی، ۷: ۳۰۰

Tafsīr al Qurṭabī, 7: 300.

[34] ابن مفلح، ابراہیم بن محمد، المبدع فی شرح المقنع، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۷ء، ۸: ۶

Ibn Mufliḥ, Ibrāhīm bin Muḥmmad, *Al Mubdi' Fī Sharḥ al Muqni'*, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1997), 8: 6.

[35] الخرقی، عمر بن الحسین، متن الخرقی علی مذہب ابی عبداللہ احمد بن حنبل الشیبانی، دار الصحابہ للتراث، ۱۴۱۳ھ، ص: ۱۴۵

Al Khirqī 'Umar bin al Ḥussayn, *Matan al Khirqī 'alā Mdhhab abī 'abdillāh Aḥmad bin Ḥambal al Shaybānī*, (Dār al Ṣaḥabah lil Turāth, 1413), p: 145,

[36] سورۃالمائدۃ، ۴

Sūrah Al Mā'idah, 4

[37] الجصاص، احمد بن علی، احکام القرآن، محقق: محمد صادق قمحاوی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۵ھ، ۳: ۳۰۷

Al Jaṣṣāṣ, Aḥmad bin Alī, *Aḥkām al Qurān*, (Beirūt: Dar Iḥyā' al Turāth al Arabī, 1405), 3: 307.

38 الحصکفی، علاء الدین، الدر المختار شرح تنویر الابصار وجامع البحار، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۳ھ، ص: ۶۴۲
Al Ḥaṣfakī, 'Alā' al Dīn, *Al Durr al Mukhtār*, (Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1423), p: 642.

39 ابن عابدین، محمد امین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۲ھ، ۶: ۳۰۵
Ibn Ābidīn, Muḥammad Amīn bin 'Umar, *Rad al Muḥtār*, (Beirūt: Dār al Fikr, 1412), 6: 305.

40 اعلاء السنن، ۱۷: ۱۶۶
I'lā al Sunan, 17: 166.

41 النیسابوری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، حدیث رقم: ۱۹۳۲
Al Nisābūrī, Muslim bin al Ḥajjāj, *Ṣaḥiḥ Muslim*, (Beirūt: Dār Iḥyā' al Turāth al Arabī), Ḥadīth # 1932

42 الکلیات معجم فی المصطلحات والفروق اللغویہ، ص: ۴۲۹
Al Kuliyyāt Mu'jam Fī al Muṣṭalaḥāt wal Furūq al Lughwiyah, p: 429.

43 الافریقی، محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ۱۴۱۴ھ، ۲: ۱۴۴
Al Afrīqī, Muḥammad bin Mukarram bin Alī, *Lisān al 'Arab*, (Beirūt: Dār Ṣādir: 1414), 2: 144.

44 سورۃ الاعراف، ۱۵۷
Sūrah Al A'rāf, 157

45 الشوکانی، محمد بن علی بن محمد، الدراری المضیہ شرح الدرر البہیہ، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۷ھ، ۲: ۳۱۸
Al Shawkānī, Muḥmmad bin 'Alī, *Al Darāri Al Muḍiyyah Sharḥ al Durar Bahiyyah*, (Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1407), 2: 318.

46 سورۃ سبأ، ۲۸
Sūrah Sabā, 28

47 رد المحتار علی الدر المختار، ۶: ۳۰۵،۳۰۶
Rad al Muḥtār, 6: 305,306.

48 المجموع شرح المہذب، ۹: ۲۵
Al Majmū' Sharḥ al Muhdhdhab, 9: 25.